ارکان التوحید (توحید کے ستون)

مسلمانوں کے ایمان کی بنیاد **لا الــه الااللّٰــه** ہے۔یعنی اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور صرف اللہ کی عبادت کی جاسکتی ہے۔اس بات کی شہادت دینا ایمان کی بنیاد ہے اور اس پر تمام دین کی عمارت قائم ہے۔یہ شہادت اللہ تعالیٰ کی توحید کی بنیاد ہے اور دوسرے تمام معبودوں اور عبادات کی نفی ہے۔

اگر کلمہ طیبہ کو صحیح طور پر سمجھ لیا جائے تو ایک مومن کو مضبوط بنیاد اور وہ اصول مل جاتے ہیں جن پر چل کر وہ اپنے آپ کو مضبوط سے مضبوط تر بنا سکتا ہے اور اگر دین کی بنیاد ہی کو صحیح طور پر نہ سمجھا جاسکے تو اس کا اثر زندگی کے باقی حصوں پر بھی پڑے گا اور ایمان کی عمارت کمزور پڑتے پڑتے ایک دن گر جانے کا اندیشہ ہوگا۔اس لئے سب سے پہلے ہمیں اپنی بنیاد کو مضبوط کرنا ہوگا۔

کلمہ کے دو ارکان ہیں۔ایک طاغوت(۱) کا انکار **(الـكـفـر بـالـطـاغـوت)** اور دوسرا اللہ تعالیٰ پر ایمان **(الایـمـان با اللّٰه)**۔ پہلے حصے کا مطلب ہے کہ تمام جھوٹے معبودوں کا انکار،یعنی تمام بتوں کا، مذاہب کا، دیوتاؤں، جھوٹے خداؤں اور تمام ایسی چیزوں کا انکار جن کی اللہ تعالیٰ کے سوا عبادت کی جائے،اطاعت کی جائے یا ان کی پیروی کی جائے۔طاغوت کا انکار کلمہ طیبہ کا پہلا حصہ ہے اور اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے سے پہلے ہمیں اقرار کرنا ہوتا ہے کہ ہم نے تمام طاغوت کا انکار کر دیا، ہمارے دل اب بالکل صاف اور خالی ہیں اور اب ہم تیار ہیں کہ اللہ تعالیٰ پر اپنے ایمان کا اظہار کرسکیں۔انسان اس وقت تک اللہ پر ایمان نہیں لاسکتا جب تک وہ طاغوت کا انکار نہیں کر دیتا۔جو کوئی طاغوت کا انکار نہیں کرتا گویا وہ تمام انبیاء کی اس بنیادی تعلیم کا انکار کرتا ہے جس کا انہوں نے درس دیا۔ اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتے ہیں:**"ہم نے ہر امت میں رسول بھیجا کہ لوگوں کو اللہ کی عبادت اور طاغوت سے اجتناب کا حکم دے"۔(النحل ۱۶: آیت ۳۶)**

طاغوت کا انکار اور تردید کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اس سے دوری اختیار کی جائے اور اس سے نفرت اور بے زاری کا اظہار کیا جائے۔ایک مسلمان کے لئے یہ ممکن نہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور فرمانبرداری کا دعویٰ بھی کرے اور طاغوت کا انکار بھی نہ کرے۔اس لئے ہمارا یہ فرض بنتا ہے کہ ان تمام سے نفرت کریں جو اللہ تعالیٰ سے نفرت کرتے ہیں اور طاغوت سے پیار کرتے ہیں۔قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں حضرت ابراہیمؑ کی قوم کی مثال دیتے ہوئے فرمایا: **"(مسلمانو!) تمہارے لئے حضرت ابراہیمؑ اور ان کے ساتھیوں میں بہترین نمونہ ہے، جبکہ ان سب نے اپنی قوم سے برملا کہہ دیا کہ ہم تم سے اور جن کی تم عبادت کرتے ہو ان سب سے بےزار ہیں۔ہم تمہارے عقائد کا انکار کرتے ہیں، جب تک تم اللہ تعالیٰ پر ایمان نہ لے آؤ ہم میں تم میں ہمیشہ کے لئے بغاوت ظاہر ہوگئی"۔(محمد ۶۰: آیت ۴)** یعنی انہوں نے ان تمام چیزوں کی تکفیر کی اور انہیں چھوڑ دیا جن کی وہ اللہ تعالیٰ کے سوا عبادت کرتے تھے۔انہوں نے ان کے ساتھ نفرت اور لاتعلقی کا اعلان کیا، یہاں تک کہ ان کی عبادت صرف اللہ کے لئے ہوگئی اور انہوں نے تمام جھوٹے معبود چھوڑ دیے اور تمام غیر اللہ سے اپنا تعلق توڑ لیا۔یہی وہ اصول ہیں جن پر چلتے ہوئے ہم کلمہ طیبہ کی بنیاد کو مضبوط بنا سکتے ہیں۔ایک اور بات قابل غور ہے کہ ہمیں طاغوت کا انکار دل سے کرنا ہے اور زبان سے اس کا اقرار کرنا ہے اور اپنے اعمال سے اس کا اظہار کرنا ہے۔کیونکہ صرف زبان سے اقرار کر لینا کافی نہیں جبکہ ہمارے اعمال سے شرک کا اظہار ہوتا ہو اور ہمارے ایمان میں اس کی وجہ سے خلل پیدا ہو جائے۔

لا الــه سے اس بات کا اظہار ہوتا ہے کہ ہم نے تمام دوسرے **الــه**(۲) چھوڑ دیے اور ان کا انکار کر دیا۔اب ان کی پیروی، اطاعت یا عبادت کسی بھی طرح اور کسی بھی طریقے سے ممکن نہیں۔اور اس کے بعد اقرار ہے کہ **الااللّٰــه** (سوائے اللہ کے)۔یعنی اب اظہار ہوگیا کہ سوائے اللہ کے کوئی دوسرا معبود نہیں اور صرف اور صرف اللہ عبادت **(العباده)**(۳) کے لائق ہے۔اس پر ہماری زندگی اور ایمان کی بنیاد ہے۔

دوسرا رکن توحید(۴) کی بنیاد ہے۔توحید کو آسانی سے سمجھنے کے لئے اسے مندرجہ ذیل اجزاء میں تقسیم کیا جاسکتا ہے:

توحید الربوبیه۔ صرف اللہ تعالیٰ کی حاکمیت اور ربوبیت پر ایمان۔

توحید الالوهیه۔ انسان کے اعمال جن کی بنیاد اللہ تعالیٰ کی عبادت ہے۔

تـوحـيـد الاسـمـاء و الصفات ۔ اللہ تعالیٰ کے ناموں اور صفات پر مکمل ایمان جس میں کسی کے ساتھ یہ صفات موسوم نہ کی جائیں۔

توحید کو مکمل طور پر سمجھ لینے کے بعد ہم پر یہ فرض ہو جاتا ہے کہ ہم کوئی ایسی بات نہ کہیں اور نہ ہی کوئی ایسا کام کریں جس سے توحید کی نفی ہوتی ہو۔اس کی وجہ سے شرک، کفر، نفاق اور بدعت کا خدشہ ہوتا ہے۔توحید کو سمجھ لینے کے بعد اللہ تعالیٰ کی عظمت اور واحد ہونے کی مکمل دلیل مل جاتی ہے اور انسان کو اس بات کی مکمل سمجھ آتی ہے کہ کس طرح سے وہ اپنے ایمان کو مضبوط بنا سکتا ہے اور اس سلسلہ میں ہماری کیا ذمہ داریاں اور فرائض ہیں۔

کلمہ طیبہ کی بے شمار فضیلتیں ہیں اور اسے عملی طور پر بہت سی جگہوں پر نافذ کیا جاسکتا ہے۔کلمہ طیبہ انسان کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایک معاہدے میں باندھ دیتا ہے جس میں یہ بات شامل ہوتی ہے کہ اب انسان کو کوئی اختیار نہیں کہ وہ اچھے اور برے کا فیصلہ کر سکے۔اب ہمیں صرف اطاعت کرنی ہے اور اپنے تمام معاملات میں صرف اللہ سے ہی ہدایت حاصل کرنی ہے۔ہمیں صرف اسی کی عبادت کرنی ہے اور اس بات کی کوشش کرنی ہے کہ اس کے ساتھ مکمل برمانبرداری کا اظہار ہو اور ہمارے قول اور اقرار اور اعمال میں کوئی فرق نہ آئے۔اور اگر ایسا ہوا تو ہم پر اللہ تعالیٰ کا عذاب نازل ہوگا۔

آج ہم اگر دیکھیں تو ہر طرف کفر نافذ ہے۔تمام حکومتیں طاغوت کی پیروی کرتی ہیں اور ان کے قوانین اور دستور کفر پر مبنی ہیں۔ان حکومتوں نے قانون سازی کا اختیار اللہ کو چھوڑ کر اپنے ہاتھ میں لے رکھا ہے اور وہ اپنے بنائے ہوئے قوانین کو زبردستی تمام انسانوں پر لاگو کرتی ہیں۔بجائے اللہ تعالیٰ کے حکم کو نافذ کرنے کے(۵) اور اس کے بتائے ہوئے قوانین اور شریعت کو اپنانے کے، یہ حکومتیں سرمایہ دارانہ نظام کو اسلام پر فوقیت دیتی ہیں۔اس لئے کلمہ طیبہ کے پہلے رکن کے مطابق ہمیں ان تمام قوانین، ان تمام حکومتوں اور حکمرانوں کا انکار کرنا ہے۔اور اس بات پر یقین کرنا ہے کہ یہ حکومتیں ہماری دشمن ہیں، ہمیں ان سے نفرت ہے اور ہم ان سے بےزار ہیں کیونکہ یہ سب کافر ہیں۔اور یہ سب کچھ صرف دل میں یقین نہیں کرنا بلکہ زبان سے اس کا اظہار بھی کرنا ہے اور اپنے اعمال سے اسے ثابت بھی کرنا ہے(۶)۔کیونکہ ہمارے اعمال سے ثابت ہوتا ہے کہ ہمارے دلوں میں کیا ہے۔

اس لئے ان حکومتوں کو کافر تسلیم کرنا ہمارے ایمان کا حصہ ہے، ہمیں زبان سے ان کے کفر کا اعلان کرنا ہے تاکہ ہماری زبان سے ہمارے ایمان کا اقرار ہو، ان کے خاتمے کے لئے عملی طور پر کوشش کرنی ہے تاکہ ہمارے اعمال ہمارے ایمان کی گواہی دیں اور انہیں ختم کر کے شریعت نافذ کرنی ہے تاکہ تمام مسلمان اسلام کی حکمرانی میں آسکیں۔یہ تمام مسلمانوں کا ایمان ہے اور اہل سنت والجماعت کا نظریہ ہے۔

۱۔طاغوت سے مراد ہر وہ چیز ہے جس کی اللہ کو چھوڑ کر عبادت، پیروی، اطاعت یا فرمانبرداری کی جائے۔یہ کوئی شخص (حکمران، بادشاہ، یا جھوٹا نبی) بھی ہوسکتا ہے اور جن، شیطان، سورج، پتھر، بت، جانور یا کوئی حکومت یا قانون بھی ہوسکتا ہے۔

۲۔ **اله** کی تعریف یوں کی گئی ہے کہ جسے اختیار ہو کہ درست اور غلط اور اچھے اور برے کے بارے میں فیصلہ کر سکے۔

۳۔**العباده** سے مراد ہے اطاعت، فرمانبرداری، اطاعت، پیروی اور عبادت۔

۴۔اللہ تعالیٰ پر اور اس کے ناموں پر اور اس کی صفات پر مکمل اور کامل ایمان۔

۵۔**"الـحـاكـم"** اللہ تعالیٰ کی صفت ہے۔اس کا مطلب ہے کہ صرف اسی کو اختیار ہے کہ وہ قانون سازی کر سکے اور حکمرانی کر سکے۔قرآن پاک میں ارشاد ہے "حاکمیت صرف اللہ تعالیٰ کے لئے ہے۔۔۔"(۱۲:۶۷)

۶۔ایمان سے مراد ہے دل میں یقین، زبان سے اظہار اور نبی کریم ﷺ کی سنت کے مطابق اس پر عمل، جو کہ اطاعت اور فرمانبرادری سے بڑھتا اور نافرمانی کی وجہ سے کم ہو جاتا ہے۔